مولانا قاری سعید الرحمٰن
جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر

مولانا عبدالجلیل کاملپوریؒ اکابر کی نشانی

اللہ والوں کی عجیب کیفیات ہوتی ہے بقول ہر گلے را رنگ دبوئے دیگر است کسی پر کوئی رنگ غالب کسی پر کوئی اور اس دور فتن میں ایسے بزرگ عنقا ہیں جنہوں نے اپنے کو بالکل مخفی کیا ہوا ہے زھد وتقوی کا ایسا رنگ جس کی وجہ سے ہر قسم کی امتیازی شان سے نا آشنا۔ اتباع سنت کا جذبہ ہر وقت دل میں موجزن اکابر واسلاف کے قدم بہ قدم چلنے کی ہر وقت محنت فکر آخرت اور دنیا کی بے ثباتی کا ہر وقت تصور۔

یہ صفات اس ہستی کی ہیں جنکا ذکر خیر ان سطور میں کیا جارہا ہے یعنی مولانا عبدالجلیل کاملپوریؒ مرحوم حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاملپوریؒ کے گاؤں بہودی ضلع اٹک میں ۱۹۱۰ء میں ایک متقی اور دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کے والد اور سارا خاندان زراعت کے پیشہ سے تعلق رکھتا تھا شجرہ نسب یہ ہے مولانا عبدالجلیل بن شیخ عبدالحنان بن شیر دل بن مدد بن بلند آپ کا خاندان علاقہ میں شیخ کے لقب سے مشہور تھا آپ کے جدّ امجد شیر دلؒ اپنی نیکی اور تقوی کی وجہ سے شیخ کے لقب سے پکارے جاتے تھے کہ علاقہ چھچھ میں متقی پرہیزگار اور دیندار حضرات کو اس لقب سے یاد کیا جاتا ہے حضرت شیخ مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاملپوریؒ عرصہ دراز سے تک مظاہر علوم سہارنپور میں صدر المدرسین کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے اس لئے علم دین سے تعلق رکھنے والے بہت سے طلبہ کو اپنی تربیت میں مدارس دینیہ میں داخل کیا علاقہ چھچھ بنیادی طور پر اسلامی ذہن رکھنے والا علاقہ ہے یہاں کے بہت سے علماء نے مظاہر علوم میں دینی علوم کی تکمیل کی ان میں سے مرحوم مولانا عبدالجلیلؒ بھی تھے مرحوم نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی اس دور میں علاقہ چھچھ میں ایک گاؤں شمس آباد میں کچھ اہل علم حضرات تدریس وتعلیم میں مشغول ہوتے علاقہ کے طلبہ ان سے فیض حاصل کرتے بہودی کے ایک عالم مولانا عبدالعلی صاحبؒ کے والد صاحب جو اپنے زھد وتقوی کے بناپر بزرگ باباؒ کے لقب سے مشہور تھے وہ بھی شمس آباد میں درس دیتے نیز مشہور بزرگ عالم دین حضرت مولنا قاضی محمد زاھد الحسینیؒ کے والد بزرگوار حضرت مولنا قاضی غلام جیلانی صاحبؒ کا فیض بھی عام تھا۔

مولانا عبدالجلیل صاحبؒ نے ابتدائی کتب شمس آباد میں ان بزرگوں سے پڑھیں پھر حضرت کاملپوریؒ کی ترغیب پر مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور سب درجات کی تکمیل کی ۱۳۶۲ھ بمطابق ۱۹۴۳ء میں مظاہر علوم سے

فراغت حاصل کی۔ تاریخ مظاہر جلد دوم مرتبہ مولنا محمد شاہد سہانپوری بامر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے صفحہ ۱۲۷ میں ۱۳۶۲ھ بمطابق ۱۹۴۳ء کی فہرست فضلاء مظاہر میں مولنا عبدالجلیل صاحب کاملپوری کا نام درج ہے اور بریکٹ میں (مجاز حضرت اقدس رائے پوری نوراللہ مرقدہ) بھی لکھا ہے اور اسی سال مولوی عبدالعلی تیتروی کا نام بھی ہے جو مولنا عبدالجلیل کے ہم درس تھے اور بے تکلف دوست بھی گاہے گاہے انکے گاؤں تیتر جانے کے واقعات بھی سناتے مولوی عبدالعلی صاحب حضرت مرحوم کی طرح طبعاً سادہ متقی اور پرہیز گار تھے اس سنہ کی فہرست فضلاء میں صرف مولانا عبدالجلیل صاحب کے ساتھ مجاز حضرت رائپوریؒ لکھا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا مرحوم کو ابتداء ہی سے تصوف وسلوک سے خاص نسبت تھی اور حضرت رائپوریؒ کی طرح آپ نے رجوع فرمایا مظاہر العلوم سے فراغت کے بعد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون میں بطور مدرس آپ کی تقرری ہوئی حضرت تھانویؒ جیسی عظیم شخصیت کے بنا کردہ مدرسہ (جسکے اصول وضوابط اور مدرسین وطلبہ کے قوانین دوسرے مدارس سے خاص امتیازی شان رکھتے اور جسکا ذکر حضرت تھانویؒ کے حالات واقعات ورملفوظات میں تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے) اس مدرسہ میں آپ کی تقرری خود مرحوم کی جلالت قدر کے لئے کافی ہے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے سلسلہ سے خاص تعلق رکھنے والے بزرگ اور مجلس صیانۃ المسلمین کے روح رواں مولانا وکیل احمد شیروانی صاحبؒ، مولانا عبدالجلیل صاحبؒ کے اس دور کے تلامذہ میں سے ہیں راقم کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا کہ میرے اساتذہ میں سے تھے جس زمانہ میں حضرتؒ خانقاہ اشرفیہ میں تدریس کیلئے تشریف لائے اس وقت احقر کم عمر تھا اتنا یاد ہے کہ حضرت موسوف نے مظاہر علوم سے فراغت کے بعد پہلی تدریس خانقاہ میں ہی کی یہ بھی یاد ہے کہ حضرت استاذ بڑے متواضع اور مسکین طبع تھے اور احقر سے بڑی محبت فرماتے

اور عارف باللہ حضرت اقدس کاملپوری قدس سرہ کی تربیت کا رنگ کافی چڑھا ہوا تھا خاموش طبع بزرگ تھے بڑی محنت اور محبت سے پڑھاتے تھے پاکستان میں دو دفعہ مجلس صیانۃ المسلمین کے اجتماع میں تشریف آوری پر ملاقاتیں ہوئیں اور جب کبھی ملاقات ہوتی تھی بس تھانہ بھون شریف کا تذکرہ فرمادیتے تھے حضرت حکیم الامت قدس سرہ کے عشاق میں سے تھے حضرت اقدس کاملپوریؒ قدس سرہ کے توسچے اور مخلص عاشق تھے حضرت کاملپوریؒ کو بھی حضرت مرحوم سے بہت تعلق تھا تقسیم ملک کے بعد جب حضرت کاملپوریؒ حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کی دعوت پر خیرالمدارس ملتان تشریف لے گئے تو اپنے ساتھ مولانا عبدالشکور صاحبؒ اور مولانا عبدالجلیلؒ کو بھی ساتھ لے گئے پھر کچھ عرصہ کے بعد مرحوم دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالٰہ یار حضرت کاملپوریؒ کے ساتھ تشریف لے گئے ٹنڈوالٰہ یار میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ سے بھی خاص تعلق ہو گیا تھا اور جب حضرت بنوریؒ نے کراچی میں مدرسہ قائم فرمایا تو ابتدائی اساتذہ میں مولانا عبدالجلیل صاحبؒ کی تقرری بھی فرمائی اس دور کے طلبہ جو آج بڑے علماء اور کبار مصنفین میں شمار

ہوتے ہیں وہ حضرت مرحوم کے تلامذہ میں سے ہیں کراچی سے اپنے گاؤں تشریف لے آئے اور پھر جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں عرصہ دراز تک تدریس فرماتے رہے جب ضعف زیادہ ہوا تو اپنے گاؤں بہودی میں قیام فرمایا اور وہاں جب تک صحت نے اجازت دی تو مدرسہ رحمانیہ بہودی میں پڑھاتے رہے بعد میں اپنے اکابر کے طریقہ کے مطابق خلوت میں زندگی گزاری زیادہ وقت ذکر وفکر انابت الی اللہ اور رشد وہدایت میں گزرا۔ مولانا مرحوم فطری طور پر بہت صالح متقی پرہیزگار عبادت گزار اور مشتبہات سے احتراز کرنیوالے بزرگ تھے سادگی قناعت اتباع سنت اور اسلاف کے طریقہ پر استقامت اسقدر تھی کہ اسکا تصور بھی اس دور میں نہیں کیا جاسکتا ہے مرحوم کی ان صفات کے بناء پر ان سے کبھی بے تکلفی سے عرض کرتا کہ حضرت! چھٹی ساتویں صدی کے اہل اللہ کا ایک قافلہ گزر رہا تھا آپ اسمیں سے اس دور کے لئے رہ گئے مرحوم اسپر مسکراتے باوجودیکہ میرے کبار اساتذہ میں سے تھے لیکن شان بے تکلفی سے کبھی ایسی باتوں کو محسوس نہ فرماتے۔

حضرت مرحوم امامت نہ کرتے ایک بار کراچی میں جب جامعہ بنوری ٹاؤن کی مسجد ابھی پوری طرح مکمل نہیں ہوئی تھی عصر کی نماز میں مقرر امام موجود نہ تھے لوگوں نے بمشکل مولانا صاحبؒ کو امامت کے لئے آگے کردیا مولاناؒ نے نماز تو پڑھادی مگر اسی دن مغرب کی نماز کے بعد اعلان کیا کہ حضرات جن لوگوں نے عصر کی نماز میرے پیچھے ادا کی وہ نماز دہرالیں حضرت مفتی ولی حسن صاحبؒ (جنکی لطافت طبع اور مزاح معروف تھا) نے کھڑے ہوکر فرمایا مولانا ہم ہرگز یہ نماز نہیں دھرائینگے زندگی میں ایک ہی نماز آپ کے پیچھے پڑھنے کا موقع ملا وہ بھی دھرانیکا کہہ رہے ہیں زھد و تقوی اکا اتنا اونچا معیار تھا کہ استنجاء وطہارت میں غلو کی حد تک احتیاط تھی ہم نے بارہا عرض کیا کہ شریعت میں اتنی سختی نہیں جتنی آپ برت رہے ہیں حضرت فرماتے تمہیں کیا معلوم ہے میرا اطمینان بغیر اس احتیاط کے نہیں ہوتا طبیعت میں مزاح کا پہلو بھی تھا ایک بار مجلس میں مختلف زبانوں کا ذکر ہورہا تھا کسی نے کہا حضرت پشتو بڑی مشکل زبان ہے فوراً فرمایا ہمارے یہاں تو چھوٹے چھوٹے بچے پشتو بولتے ہیں اس بیساختہ جملہ سے پوری مجلس محظوظ ہوئی۔

۱۹۷۷ء میں جب ملک میں پاکستانی قومی اتحاد کے زیر قیادت تحریک نظام مصطفےٰ چل رہی تھی ان دنوں آپ کا قیام جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں تھا تو مزاحاً فرماتے کہ اگر راولپنڈی میں کوئی جلسہ جلوس ہو تو مجھے بتلادیا کرو کہ میں بہودی (اٹک) چلا جاؤں بہودی میں ہو تو فرماتے کہ اگر اٹک میں جلسہ جلوس ہو تو پہلے اطلاع دیدو تا کہ پنڈی چلا جاؤں ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ جب مارشل لا لگا اور سیاسی قائدین کی گرفتاری کا سلسلہ شروع ہوا اس تحریک کے دوران پاکستان قومی اتحاد کے صدر اور جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کا قیام جامعہ اسلامیہ میں تھا رات کے وقت حضرت مفتی صاحبؒ کی گرفتاری کے لئے حکومتی ادارے آئے نیچے مولانا عبدالجلیل صاحبؒ جاگ رہے تھے ان کمرہ دروازہ کے ساتھ تھا حکومتی اداروں نے غلط فہمی سے کہا کہ ہم آپ کی حفاظت کے لئے آئے ہیں

آپ کو ساتھ لیجانا چاہتے ہیں مولانا نے فرمایا کہ میں ایک طالب علم ہوں اللہ آپ کی حفاظت فرمائے اور ہماری بھی حفاظت فرمائے پھر مولاناؒ سمجھے کہ یہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تو فرمایا کہ آپ جنکی تلاش میں آئے ہیں وہ شاہداوپر ہوں میں وہ نہیں جنکی تلاش میں آپ آئے ہیں مرحوم کو حضرت تھانویؒ اور حضرت کاملپوریؒ سے بہت تعلق تھا بار ہا مجھ سے فرمایا کہ میں نے سومرتبہ سے زیادہ حضرت تھانویؒ اور حضرت کاملپوریؒ اور والد صاحب کو خواب میں انتہائی خوشی و مسرت کی حالت میں دیکھا حضرت کاملپوریؒ سے محبت و تعلق کا اندازہ ان اصلاحی خطوط سے ہوتا ہے جو آپ نے تحریر فرمائے مدارس میں قیام کے دوران اور بہودی میں بھی بعد عصر ہمیشہ حضرت کاملپوریؒ کی خدمت میں حاضر رہتے عموماً چہل قدمی اور سیر میں مولانا عبدالشکورؒ بھی ساتھ ہوتے دونوں شیوخ مولانا عبدالجلیل صاحبؒ کو لالا کے لفظ سے خطاب فرماتے کو پشتو میں معزز اور بڑے کو کہا جاتا ہے مولانا کاملپوریؒ کے ساتھ ان دو بزرگوں عقیدت و محبت بہت زیادہ تھی حضرت کاملپوریؒ کے سانحہ وفات کے بعد جب بھی یہ دونوں بزرگ تذکرہ فرماتے تو بے اختیار رونے لگتے۔

مولانا عبدالجلیلؒ دوران تدریس طلبہ کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تہجد اور نماز فجر کے لئے بالا اہتمام طلبہ کو جگاتے بارعب آواز سے طلبہ فوراً نماز کے لئے اٹھ جاتے صرف طلبہ ہی نہیں بلکہ باہر کے مہمان بھی نماز کے لئے بیدار ہو جاتے۔ مولانا مرحومؒ ایک متوکل علی اللہ انسان تھے اکثر فرمایا کرتے کہ سچے دل اور عاجزی سے مانگی ہوئی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ کبھی نہیں ٹھکراتے بلکہ قبولیت سے نوازتے ہیں اپنی ابتدائی زندگی کا واقعہ بیان کرتے کہ میں اور گاؤں کے دو جوان گندم پسوانے کے لئے غازی کی طرف گئے (یہ وہ دور تھا جب علاقہ میں بجلی نہ تھی لوگ میلوں دور دریائے سندھ کے کنارے واقع قصبہ غازی میں پن چکیوں پر غلہ پیسنے کے لئے قافلہ کی شکل میں پیدل جاتے) وہاں سے فارغ ہو کر ایک مقام پر پانی دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو نماز ادا کرنے کے لئے کہا مگر انہوں نے زور دیا کہ نماز کی ادائیگی منزل پر پہونچ کر کی جائے آپ ٹھہر گئے اور ان سے کہا آپ چلئے میں نماز کی ادائیگی کے بعد ہی آپ سے آملوں گا آپ نماز کے بعد ان سے جاملے سخت گرمی کا موسم تھا مولانا نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ تعالیٰ دھوپ سے بچاؤ کے لئے بادل اور ٹھنڈی ہوا عطا فرما آپ کے ساتھیوں نے آپ کی طرف دیکھا اور مزاحیہ انداز میں کہا کہ اگر بوندا باندی بھی ہو جائے تو کیا کہنا فرمایا میں نے بارگاہ خداوندی میں عاجزی سے بارش کی دعا کی ابھی یہ لوگ باتیں کرر ہے تھے کہ رحمت خداوندی جوش میں آئی سخت دھوپ میں بادل نمودار ہوئے ٹھنڈی ہوا چلی اور پھر بوندا باندی شروع ہوگئی حضرت مرحوم کے صاحبزادہ مولانا عطاء الرحمٰن صاحب جو عرصہ سے سعودی عرب میں مقیم ہیں نے سنایا کہ میں رخصت پر گھر آیا واپس جاتے وقت والد صاحب سے عرض کیا کہ حضرت وہاں ایک افسر بہت تنگ کرتا ہے فرمایا جاؤ انشاء اللہ اللہ بہتر کریگا واپسی پر معلوم ہوا کہ وہ افسر حکومت کے زیر عتاب آکر معزول کر دیا گیا ہے واقعی حضرت مرحوم اس حدیث کے مصداق تھے کہ لو اقسم علی اللہ لابرّہ

دوران طالب علمی کا واقعہ مولانا بیان فرماتے تھے کہ ایک بار سہارنپور سے دیوبند پیدل جارہے تھے کہ رات راستہ میں آگئی راستہ میں ایک سکھ چوکیدار سے سرائے کے متعلق پوچھا اس نے کہا اس گاؤں میں ایک مسلمان لوہار ہے آپ وہاں چلے جائیں مولانا اس لوہار سے رات گزارنیکے لئے ایک چادر طلب کی لیکن اس اللہ تعالیٰ کے بندے نے انکار کردیا ناچار مولانا وہاں بیٹھ گئے اسی اثناء وہاں کچھ بچے آئے جن سے لوہار نے کچھ پہلیاں (چیستان) پوچھنا شروع کردیں بچوں سے کچھ بن نہ پڑا مولانا نے مسکراتے ہوئے اسکی پہلیوں کو حل کیا وہ دیہاتی لوہار اسقدر خوش ہوا کہ آپ کے لئے پلنگ منگوایا بستر لگوایا اور سب کی عزت افزائی کی۔ مولانا نے لوہار سے کہا کہ میں رات کے دوپہر جاگنا چاہتا ہوں۔ ایک چوکیدار نے مولانا کو جگایا تہجد ادا کر کے چل پڑے دیوبند کا راستہ معلوم نہ تھا راستہ میں سوئے ہوئے ایک ہندو سے دیوبند کا راستہ دریافت کیا اس نے نیند میں ہاتھ اٹھا کر ایک سمت کی طرف اشارہ کیا اور سو گیا مولانا نے دوبارہ دریافت کیا پھر نیند میں ایک سمت کی طرف اشارہ کیا آخر کار مولانا نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے سفر شروع کردیا اور فجر کے وقت دیوبند پہونچ گئے۔...... مولانا مرحوم میں تواضع اور انکساری حد درجہ کی تھی آپ کی بود و باش سے کوئی محسوس نہ کرتا کہ آپ اس پایہ کے عالم ہیں آخر عمر میں آپ کا قیام اپنے گاؤں بہبودی میں تھا گرد و نواح کے لوگ اکثر آپ کے پاس حاضر ہوتے اور آپ سے مستفید ہوتے حضرو کے محمد فاروق صاحب (جنکی پنساری کی دوکان تھی) فرماتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا آخر عمر میں آپ کے ہاتھ میں رعشہ تھا اس لئے خطوط مجھ سے لکھواتے ایک دن حاضر ہوا تو فرمایا کہ رات خواب میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی زیارت ہوئی تو میں نے حضرت سے کہا کہ آپ اور حضرت کاملپوریؒ کی وفات کے بعد کس سے رہنمائی حاصل کی جائے تو حضرتؒ نے فرمایا حکیم صاحب سے جب بیدار ہوئے خیال ہوا کہ خیال ہو کہ حضرت کا اشارہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کراچی کی طرف ہے فاروق صاحب کہتے ہیں کہ میں نے مولانا کے ارشاد کے مطابق حکیم صاحب کو خط لکھا اور لفافہ پر منجانب حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب لکھا مولانا نے پوچھا کیا لکھا میں نے کہا حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مولانا نے کہا نہیں نہیں اسکو قلم زد کرو فاروق صاحب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کا لفظ کاٹ دیا پوچھا کیا لکھا میں نے کہا مولانا عبدالجلیل صاحب فرمایا نہیں یہ بھی قلم زد کرو آخر تکرار کے بعد فرمایا لکھو عبدالجلیل برادر عبدالسلام بیماری سے کچھ عرصہ قبل اپنے صاحبزادے مولانا عطاء الرحمٰن (جو ایک باعمل عالم دین ہیں) سے فرمایا کہ مجھے خدشہ ہے کہ آخر عمر میں مجھ پر فالج کا حملہ ہوگا دیکھو میرے ستر کا خاص خیال رکھنا بیماری سے چند روز قبل اپنے پوتے لطیف الرحمٰن سے کہا دیکھو میری جو نمازیں قضا ہو جائیں انہیں لکھ لیا کرو اور پھر مجھے بتادیا کرو کہ انکو ادا کرلیا کروں مولانا نے اپنی بیماری سے چند دن قبل اپنے صاحبزادہ سے ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ میں آپ کو نصیحت بلکہ وصیت کرتا ہوں کہ آپ احکام شریعت پر سختی سے عمل کریں اور اولاد کی تربیت میں شعائر اسلامی کا خاص خیال رکھیں اسطرح بیماری سے چند دن قبل اپنے پوتے محمد رضوان (مقیم انگلینڈ) سے

فون پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا آپ سرزمین مغرب میں اسلامی احکام پر سختی سے عمل کرو آپ کے کسی قول وفعل سے مسلمانوں کی عزت میں کمی نہیں ہونی چاہیے جس دن مولانا پر فالج کا سخت حملہ ہوا اس دن معمول کے مطابق نماز فجر کیلئے بیدار ہوئے حسب معمول سب گھر والوں کو نماز کے لئے بیدار کیا نماز کے بعد استراحت کے دوران فالج کے شدید حملہ سے دماغ کو ضعف پہونچا۔ مولاناؒ کے بھتیجے قاری محمد ابراہیم صاحب اور پوتے لطیف الرحمٰن صاحب فوری طور پر اسلام آباد کے شفا ہسپتال میں لے گئے ابتدائی علاج کے دوران ظہر سے عشاء تک نمازیں قضا ہوگئیں مولانا بے ہوشی کے عالم میں تھے جیسے ہے عشاء کے قریب ہوش آیا تو قاری محمد ابراہیم اور لطیف الرحمٰن سے مخاطب ہوکر فرمایا افسوس ہم سے نماز یں قضا ہوگئیں فرماتے گئے ظہر وعشاء کی قصر اور مغرب کی تین رکعت ادا کرنی ہیں شدید ذہنی ضعف میں بھی مولانا مرحوم نے قصر کے مسئلہ کو بھی یاد رکھا ہسپتال میں جب بے ہوشی کی وجہ سے اوقات کا معلوم کرنا مشکل تھا نماز کے وقت فورا پکارتے کہ مجھے تیمّم کراؤ فجر کے وقت بھی نماز کیلئے تیمّم کرانے کا فرماتے ساری زندگی نماز سے لگاؤ کا نتیجہ تھا کہ وفات تک کوئی نماز قضا نہیں ہوئی مرحوم کے تلمیذ مولانا عبدالرحمٰن راشد ناظم جامعہ اسلامیہ فرماتے ہیں کہ حضرتؒ حدیث نبوی خیرکم من طال عمرہ وحسن عمله ترجمہ: ''تم میں بہتر وہ ہے جسکی عمر لمبی ہو اور عمل اچھا ہو'' کے مصداق تھے طبیعت میں ظرافت تھی طلبہ کو ساتھی کہہ کر پکارتے اوقات درس کے علاوہ بھی طلبہ کے ساتھ بیٹھ جاتے اور بار بار سبق دہراتے تقوی کا یہ عالم تھا کہ جامعہ اسلامیہ کے زمانہ قیام ۱۹۶۷ء تا ۱۹۹۰ء قلیل مشاہرہ پر انتہائی استغناء سے زندگی گزاری۔ جب حضرت کے اکلوتے صاحبزادے مولانا عطاء الرحمٰن سعودی عرب گئے اور کچھ رقم گھر بھیجنا شروع کی تو حضرت نے جامعہ سے مشاہرہ لینا ترک کردیا اور مطبخ کا کھانا بھی بند کروادیا خود بازار تشریف لیجاتے تندور سے روٹی لے آتے اور دودھ یا دہی سے تناول فرماتے اس دور میں ایسی مثالیں کہاں ملیں گی۔

ملک کے کبار علماء حضرت مرحوم کے تلامذہ میں سے تھے شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ جب بھی بہودی تشریف لاتے فرماتے اپنے استاذ حضرت مولانا عبدالجلیل صاحبؒ سے ملاقات کرنی ہے اور پھر طالب علمی کے دور کی پر لطف باتیں سناتے قاری عتیق الرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجلس صیانۃ المسلمین کے پروگرام میں حضرت مرحوم کے ساتھ لاہور جانیکا موقع ملا تو حضرت شیخ الحدیث مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ نے دور سے حضرت مرحوم کو دیکھا اور والہانہ انداز میں ملاقات کے لئے آگے تشریف لائے بڑی عقیدت ومحبت سے ملے اور اپنے صاحبزادہ سے فرمایا کہ حضرت میرے استاذ ہیں ان سے ملو جنوبی افریقہ کے بہت سے علماء وتلامذہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ساری زندگی خلوت وعزلت نشینی میں گزاری مگر جب بھی اجتماعی مسائل پیدا ہوتے اپنی رائے اور عمل سے رہنمائی فرماتے راقم سے فرماتے کہ سیاست میں اللہ تعالی کی رضا کیلئے مصروفیت بڑا اہم کام ہے انتخابات کے مواقع پر ہمیشہ علماء کی تائید میں آگے ہوتے صرف دعائیں ہی نہیں عملی طور پر محنت فرماتے ایک صاحب الیکشن کے

موقع پر آئے اور مرحوم کو اپنے لئے ووٹ کی درخواست کی اور دعوت دی کہ رواج کے مطابق صبح چائے بھی ہمارے ساتھ نوش فرمائیں حضرتؒ نے جواب میں فرمایا چائے میں گھر پیونگا آگے بھی اللہ خیر فرمائے گا۔

قاری محمد ابراہیم فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرتؒ نے فرمایا کہ خواب میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاملپوریؒ کی زیارت ہوئی آپ نے مجھے اور مولانا رشید احمد صاحب (سابق استاذ جامعہ بنوری ٹاؤن والد مولانا قاری اسماعیل رشید مقیم شیفلیڈ انگلینڈ) سے خواب میں تین دعائیں پڑھنے کی تلقین فرمائی (۱) اللھم بارک لنا فی اعمالنا و اولادنا و اموالنا (۲) اللھم بارک لنا فی الموت و فی ما بعد الموت (۳) اللھم ناصری اللھم حافظی اللھم معی نیز فرمایا کہ حضرت کاملپوریؒ نے یہ دعا کثرت سے پڑھنے کا فرمایا اللھم اعط کل خیر لکل مومن و مومنۃ۔

دین پر عمل اور منہیات سے احتراز زندگی کا مشن رہا ہسپتال میں لطیف الرحمٰن صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت دیوار پر تیمّم جائز ہے فرمایا ہاں اگر اسمیں گوبر نہ ہو ضعف اور فالج کے باوجود ان ضروری مسائل کی طرف بھی خیال تھا مرحوم غض بصر کی بہت تاکید فرماتے اکثر جب چہل قدمی کے لئے نکلتے راستہ میں عورتیں چلتی پھرتی نظر آتی تو فرماتے اپنی نظر کی حفاظت کرو اور برائی سے بچو ہسپتال میں جب نرسیں آتیں تو تیمارداری کرنیوالوں سے کہتے یہ آپ کی بہنیں ہیں اپنی نگاہوں کو نیچے رکھو وفات سے تین چار دن قبل خاموش ہو گئے صاحبزادہ مولانا عطاالرحمٰن نے قریب جاکر پوچھا من ربک حضرت نے بے ساختہ جواب دیا ربی اللہ الذی خلق السموت والارض۔

مولانا کی برکت تھی کہ آپ کا سارا خاندان صالح نیک اور دین پر عمل پیرا رہا مرحوم کے بھائی حاجی عبدالمالک صاحبؒ بڑے اللہ والے تھے زیادہ تر وقت سنگارپور میں تجارت میں گزرا وہاں روز و شب تبلیغ کے کام میں منہمک رہے اور آخر دم تک تبلیغ سے منسلک رہے مولانا مرحوم کی عادت تھی کہ علاقہ میں قیام کے دوران اکابر علماء کی خدمت میں حاضر ہوتے اور سب ان سے بے تکلفی عقیدت و محبت کا سلوک فرماتے انمیں شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحبؒ غورغشتی حیدر کے حضرت مولانا عبدالحکیم صاحبؒ جو مشہور بزرگ عالم و فقیہ تھے تاجک کے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحنان صاحب مہاجر مدنی حضرت مولانا قاضی محمد زاھد الحسینی صاحبؒ جلالیہ کے مولانا عبدالغنی صاحب مدظلہ حضرو کے حضرت مولانا محمد صابر صاحبؒ اور حضرت مولانا عبدالسلام صاحب شامل تھے۔ بتاریخ ۲۸ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۳۰ مئی ۲۰۰۳ء بوقت نماز جمعہ تقریباً ترانوے سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا اور اسی دن بعد مغرب نماز جنازہ ادا کی گئی۔...... مرحوم کی برکت تھی کہ تھوڑے وقت میں دور دراز سے علماء و صلحاء جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے نماز جنازہ پڑھائی تدفین کے بعد خطیب العصر مولانا عبدالمجید ندیم صاحب رقت انداز میں خطاب فرمایا۔